

## عقیدہ توحید اور انسانی زندگی

علامہ یوسف القرضاوی

شرک کے شائبوں سے پاک عقیدہ توحید جب کسی فرد کی زندگی میں آجائے، یا کسی قوم کی اجتماعی زندگی اس عقیدے پر استوار ہو جائے، تو زندگی میں اس کے بہترین ثمرات اور نہایت مفید اثرات سامنے آتے ہیں۔ ان ثمرات و اثرات میں سے چند درج کیے جاتے ہیں:

### انسانی آزادی

شرک اپنی تمام صورتوں اور مظاہر میں انسان کی ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں۔ اس لیے کہ شرک انسان کو مخلوقات کے سامنے جھکاتا اور ان اشیاء اور انسانوں کی بندگی اس سے کراتا ہے جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔ وہ خود اپنے کسی نفع و نقصان کے بھی مالک نہیں، اور نہ زندگی اور موت ان کے ہاتھ میں ہے، جب کہ توحید دراصل اللہ کی بندگی کے سوا ہر طرح کی بندگی سے انسان کی نجات اور آزادی کا نام ہے۔ توہمات و خرافات سے انسانی دل و دماغ کی آزادی ہے اور انسانی ضمیر کے کسی بھی چیز کے سامنے حقیر و ذلیل ہونے سے آزادی ہے۔ وقت کے فرعونوں، خداؤں اور جھوٹے معبودوں کے تسلط سے انسانی زندگی کی آزادی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ شرک کے علم برداروں اور جاہلیت کے باغیوں نے ہر دور میں انبیاء کی دعوت کو روکنے کی پوری کوشش کی خاص طور پر رسول کریم کی دعوت کو پھیلنے سے روکنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ دراصل ان باغیوں اور سرکشوں کو معلوم تھا کہ لا الہ الا اللہ کا مطلب انسان کی آزادی کا اعلان ہے۔ ہر قسم کے جابروں کو ان کی جھوٹی خدائی کے تخت سے گرانے کا اعلان ہے۔ اہل ایمان کے لیے سر اٹھا کر جینے کا اعلان ہے۔ یہ اعلان کہ ان کی پیشانی اللہ رب العالمین کے سوا

○ ترجمہ: ارشاد الرحمن

کسی شے کے سامنے خم نہیں ہو سکتی۔

### متوازن شخصیت کی تشکیل

عقیدہ توحید ایک ایسی متوازن شخصیت تشکیل کرتا ہے جس کا قبلہ زندگی ممتاز ہوتا ہے۔ اس کا مقصد زندگی ایک ہوتا ہے اور اس کا طرز زندگی متعین ہوتا ہے۔ اس کا معبود ایک ہی ہوتا ہے جس کی طرف وہ خلوت و جلوت میں رجوع کرتا ہے۔ وہ تنگی اور تکلیف میں اسی کو پکارتا ہے۔ وہ چھوٹا بڑا عمل وہی انجام دیتا ہے جو اس معبود واحد کی رضا مندی کا باعث ہو۔

اس کے مقابلے میں مشرک کا قبلہ زندگی طرح طرح کے معبودوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ اس کی زندگی قسم قسم کے معبودوں میں بٹی ہوتی ہے۔ کبھی وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو کبھی بتوں کی طرف پلکتا ہے۔ وہ کبھی اس بت کی بندگی بجالاتا ہے تو کبھی دوسرے بت کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے۔ ایسی ہی کیفیت پر تبصرہ کرتے ہوئے اللہ کے پیغمبر سیدنا یوسفؑ نے فرمایا تھا: **ءَاۡرَآۡبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ حَیۡوُۡۤاَیۡمِ اللّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۳۹﴾** (یوسف ۳۹: ۱۲) ”تم خود ہی سوچو کہ بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے“۔

اللہ تعالیٰ نے بھی ایسی کیفیت کو مثال دے کر سمجھایا ہے: **صَبَّأۡتِ اللّٰهُ مَثَلًا لِّرَجُلًا فِیۡہِۡ شُرَکَآءُ مِمَّنۡ شِکَّوۡنَ وَرَجُلًا مِّنۡہُمۡ لَیۡسَ لَہٗۤ اِلٰہَۃٌۢ اِلَّا اللّٰهُ ۗ هَلۡ یَسْتَوِیۡنِ مَثَلًا ﴿۲۹﴾** (الزمر ۲۹: ۲۹) ”اللہ ایک مثال دیتا ہے۔ ایک شخص تو وہ ہے جس کے مالک ہونے میں بہت سے کج خلق آقا شریک ہیں جو اسے اپنی طرف کھینچتے ہیں، اور دوسرا شخص پورا پورا ایک ہی آقا کا غلام ہے۔ کیا ان دونوں کا حال یکساں ہو سکتا ہے؟“

مومن کی مثال اس غلام جیسی ہے جس کا مالک ایک فرد ہو۔ ایسے غلام کو اپنے مالک کی پسند و ناپسند اور خوشی و ناخوشی کا علم ہوتا ہے۔ لہذا وہ غلام وہی کام کرتا ہے جو اس کے مالک کو خوش کرے اور اس سے اس کو راحت ملے، جب کہ مشرک کی مثال اس غلام جیسی ہے جس کا مالک ایک فرد نہیں بلکہ کئی افراد اس کے مالک ہوں۔ ایک فرد اس کو مشرق کی طرف روانہ کرتا ہے، جب کہ دوسرا مغرب کی طرف بھیج دیتا ہے۔ ایک اس کو دائیں طرف سے کھینچ رہا ہوتا ہے اور دوسرا اسے بائیں طرف سے کھینچتا ہے۔ یہ مختلف اور متضاد رجحانات اور مقاصد رکھنے والے مالک ہیں اور بے چارہ غلام

ان کے درمیان منقسم اور بٹا ہوا ہے۔ وہ ایک جگہ نہ ٹھہر سکتا ہے نہ رُک سکتا ہے۔

#### اطمینانِ دل کا سرچشمہ

عقیدہ توحید اپنے ماننے والے کو دل کا اطمینان اور سکون عطا کرتا ہے۔ عقیدہ توحید کے حامل فرد کے اوپر وہ خوف اور خدشات حاوی نہیں ہو سکتے جو ایک مشرک کے اوپر قبضہ جمائے رہتے ہیں۔ عقیدہ توحید ایسے خوف و خدشات کے تمام راستوں کو بند کر دیتا ہے، مثلاً رزق کا خوف، موت کا خوف، بیوی بچوں کا خوف، انسانوں اور جنوں سے نقصان پہنچنے کا خوف، موت اور مابعد الموت کا خوف۔ یہ تمام خوف عقیدہ توحید سے خالی دل کی آماجگاہ ہوتے ہیں بلکہ اس طرح کے دل میں یہ تمام خوف بہترین طریقے سے نشوونما پاتے ہیں، جب کہ عقیدہ توحید سے لبریز دل میں ان خطرات کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ وہاں صرف ایک رب کی ناراضی کا خوف ہے اور کسی کا نہیں۔

توحید پرست مومن اللہ کے علاوہ کسی شے سے ڈرتا ہے نہ کسی انسان سے۔ یہی وجہ ہے کہ جب لوگ گھبرا جاتے ہیں تو یہ مطمئن نظر آتا ہے۔ لوگ مضطرب اور بے چین ہوں تو یہ پرسکون دکھائی دیتا ہے۔ دراصل یہ عقیدہ توحید کا اثر ہے جس نے اس کے دل سے تمام خطرات و خدشات کا خوف نکال دیا ہے۔ جلیل القدر پیغمبر اور جد الانبیاء سیدنا ابراہیمؑ کے اپنی قوم کے ساتھ مکالمے میں اسی اطمینان قلبی کو قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے، جب ان کی قوم نے ان کو اپنے بتوں سے خوف زدہ کرنے کی کوشش کی۔ سیدنا ابراہیمؑ نے نہایت تعجب خیز انداز میں ان سے پوچھا: **وَ كَيْفَ آخَافُ مَا آشَرَ كُفْرًا وَلَا يَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَ كُفْرًا بِاللَّهِ مَا لَكُمْ يَا قَوْمِ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ** ﴿۸۱﴾ (الانعام: ۶: ۸۱) ”اور آخر میں تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں سے کیسے ڈرو، جب کہ تم اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو اولویت میں شریک بناتے ہوئے نہیں ڈرتے جن کے لیے اُس نے تم پر کوئی سزا نازل نہیں کی ہے؟ ہم دونوں فریقوں میں سے کون زیادہ بے خوفی و اطمینان کا مستحق ہے؟ بتاؤ اگر تم کچھ علم رکھتے ہو“۔

پھر اللہ تعالیٰ نے خود بھی واضح کیا کہ ان دونوں فریقوں میں سے امن کا حق دار کون سا فریق ہے، لہذا فرمایا: **الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُونَ** ﴿۸۲﴾ (الانعام: ۶: ۸۲) ”حقیقت میں تو امن اُن ہی کے لیے ہے اور راہِ راست پر وہی ہیں

جو ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا۔  
دل کا یہ سکون دل کے اندر ہی سے پیدا ہوتا ہے نہ کہ کسی شیطانی محافظ کی کسی کوشش سے۔  
اور یہ تو دنیاوی امن کی بات ہے۔ رہا آخرت کے امن کا معاملہ تو یہ دنیاوی امن سے زیادہ بڑا  
معاملہ ہے۔ اور یہ اہل ایمان ہی کو حاصل ہوگا کیوں کہ انہوں نے اللہ کی بندگی کو شرک سے آلودہ نہ  
ہونے دیا بلکہ اس کو خالص رکھا۔

امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آیت **الَّذِينَ آمَنُوا**  
**وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ** (الانعام: ۶: ۸۲) نازل ہوئی تو ہم نے پوچھا: یا رسول اللہ! ہم میں  
سے کون ہے جو اپنے اوپر ظلم نہیں کرتا؟ آپ نے فرمایا: بات اس طرح نہیں ہے جیسے تم کہہ رہے ہو۔  
کیا تم نے لقمانؑ کی اپنے بیٹے کو نصیحت نہیں سنی کہ **لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ** (لقمان: ۳۱: ۱۳)  
”اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔“

لہذا واضح ہوا کہ **وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ** کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے دین  
کو اللہ کے لیے خالص کر لیا اور اپنے عقیدہ توحید کو شرک کے شائبوں سے آلودہ نہیں کیا۔

#### قوت نفس کا سرچشمہ

عقیدہ توحید اپنے ماننے والے کو بہت بڑی نفسیاتی قوت عطا کرتا ہے جس کی وجہ سے اس  
کا دل اللہ سے اُمید، اس پر یقین اور توکل، اس کے فیصلوں پر رضا مندی، اس کی آزمائشوں پر صبر  
اور اس کی مخلوقات سے استغنا کی قوت و طاقت سے لبریز رہتا ہے۔ ایسا شخص پہاڑ کی مانند ثابت  
قدم ہوتا ہے جس کو حادثاتِ زمانہ ہلا سکتے ہیں نہ حالاتِ زمانہ ڈمگا سکتے ہیں۔ جب بھی کوئی مصیبت  
یا سختی اس پر آتی ہے تو وہ مخلوق کی طرف نہیں بھاگتا بلکہ وہ اپنے دل کو اپنے خالق کی طرف یکسو کر لیتا  
ہے۔ وہ اسی سے مانگتا ہے اور اسی سے مدد لیتا ہے، اسی کے اوپر اعتماد و انحصار کرتا ہے۔ وہ مصیبت  
سے نجات اور خیر کے حصول کے لیے اللہ کے علاوہ کسی سے اُمید نہیں رکھتا۔ وہ اللہ کو چھوڑ کر کسی کے  
آگے دستِ دُعا نہیں پھیلاتا۔ وہ اُس کے سامنے روتا اور گڑگڑاتا ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا  
اور اسی سے اپنی لو لگاتا ہے۔ اس کا امتیازی نشان بزبان رسالت یہ ہوتا ہے: ”تو جب بھی مانگے،  
اللہ سے مانگ، اور مدد چاہے تو اللہ سے لے۔“

ایسے شخص کی اعتقادی کیفیت کو قرآن مجید نے یوں متعین کر کے بیان کیا ہے: وَإِنْ يَسْتَسْكِبْ اللَّهُ بِظُلْمٍ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِيدْ ذَاكَ يَخَيَّرْ فَلَا رَأْيَ لِفَضْلِهِ ۗ يُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۗ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۱۰﴾ (یونس: ۱۰-۱۰) اگر اللہ تجھے کسی مصیبت میں ڈالے تو خود اُس کے سوا کوئی نہیں جو اُس مصیبت کو ٹال دے، اور اگر وہ تیرے حق میں کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو اُس کے فضل کو پھیرنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے اور وہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

ایسا ہی موقع تھا جس کو قرآن مجید نے اہل ایمان کی اعتقادی کیفیت کو تقویت دینے کے لیے بیان کیا ہے جب پیغمبر خدا حضرت ہودؑ کی قوم نے بتوں کی کارروائی سے ان کو ڈرایا تو ہودؑ نے فرمایا: اَشْهَدُ اللّٰهَ وَاَشْهَدُوْا اَنِّيْ بَرِيْءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَاَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنظِرُوْنَ ﴿۱۱﴾ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ۗ مَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا هُوَ اَخَذَ بِهَا صِيْبَتَهَا ۗ اِنَّ رَبِّيْ عَلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲﴾ (ہود: ۱۱-۱۲) ”میں اللہ کی شہادت پیش کرتا ہوں اور تم گواہ رہو کہ جو اللہ کے سوا دوسروں کو تم نے اُلوہیت میں شریک ٹھہرا رکھا ہے اس سے میں بے زار ہوں۔ تم سب کے سب مل کر میرے خلاف اپنی کرنی میں کسر نہ اٹھا رکھو اور مجھے ذرا مہلت نہ دو۔ میرا بھروسہ اللہ پر ہے جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی۔ کوئی جان دار ایسا نہیں جس کی چوٹی اُس کے ہاتھ میں نہ ہو۔ بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔“

یہ ایسی طاقت و عقلی دلیل ہے جو ایک مضبوط عقیدہ توحید کے حامل دل اور مضبوط ترین قوت استقامت کے حامل نفس کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ یہ ایسا ایمان ہے جو کمزور پڑ سکتا ہے نہ دب سکتا ہے اور ایسی روحانی قوت ہے جو کسی کمزوری اور خوف سے نا آشنا ہو۔ اس لیے کہ ایسا دل اور نفس توکل علی اللہ سے مدد لیتا ہے اور جو اللہ پر توکل کرے جان لینا چاہیے کہ اللہ تمام تر طاقت اور حکمت کا مالک ہے: وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۸﴾ (الانفال: ۸) ”اگر کوئی اللہ پر بھروسہ کرے تو یقیناً اللہ بڑا زبردست اور دانا ہے۔“

#### أخوت و مساوات کی بنیاد

جب عقیدہ توحید انسان اور اس کے احساس عزت و تکریم کی آزادی کی اساس شمار ہوتا ہے تو

یہ عقیدہ انسانی اخوت اور بشری مساوات کی بنیاد بھی بنے گا۔ کیوں کہ انسانوں کے اپنے ہی جیسے انسانوں کو اپنا رب بنا لینے کی صورت میں انسانی اخوت و مساوات قطعاً پیدا نہیں ہو سکتی۔ انسانوں کے درمیان اخوت و مساوات کی اصل بنیاد یہی عقیدہ ہے کہ وہ سب کے سب ایک اللہ کے بندے ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مکاتیب دنیا کے مختلف بادشاہوں اور سربراہوں کو لکھے غالباً اسی بنا پر ان کا اختتام اس آیت پر ہوتا ہے: تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَمْ ۖ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۗ وَلَا تُنۡشِرۡ لِكُفۡرِكُمْ بِهٖ شَهِيدًا ۗ وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَزۡبَابًا ۗ مِّنۡ دُونِ اللّٰهِ ۗ (ال عمران: ۶۴) ”ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں، اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنا لے۔“

رسول کریم کی بعد از نماز دعاؤں میں یہ عظیم اور شان دار دعا بھی مروی ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَمَلِيكُكَ ۖ اَنَا شَهِيدُ اَنَّكَ اللّٰهُ وَحَدَّكَ ۖ لَا شَرِيكَ لَكَ  
اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَمَلِيكُكَ ۖ اَنَا شَهِيدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ  
اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَمَلِيكُكَ ۖ اَنَا شَهِيدُ اَنَّ الْعِبَادَ كُلَّهُمۡ اٰخُوْتُ

اے اللہ ہمارے رب اور ہر چیز کے رب اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اللہ واحد ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔ اے اللہ! ہمارے رب اور ہر چیز کے رب اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔ اے اللہ! ہمارے رب اور ہر چیز کے رب اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ تمام کے تمام بندے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکور یہ تینوں شہادتیں ایک دوسری سے مربوط ہیں۔

تیسری شہادت ’عام انسانی اخوت‘ کا اعلان کہ تمام کے تمام بندے آپس میں بھائی بھائی ہیں، پہلی دو شہادتوں پر مبنی ہے: یعنی اللہ تعالیٰ کا الوہیت میں یکتا ہونا کہ اس کا کوئی شریک نہیں، اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا رب نہیں، اور عبادت و تسلیم کا حق اس کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اور محمدؐ کے عبد اور رسول ہونے کا اقرار آپ کے لیے الوہیت کے ہر شاخے اور ہر شعبے کی نفی کرتا ہے کہ آپ اللہ (معبود) نہیں ہیں، نہ ابن الہ ہیں اور نہ الوہیت کا تیسرا اقنوم ہیں جیسا کہ عیسائیوں کا سیدنا مسیح کے بارے میں عقیدہ ہے۔ [کتاب حقیقۃ التوحید سے ترجمہ]